https://rasailojaraid.com

تفسیر فتح المنان المعروف بہ تفسیر حقانی میں کلامی بحث

محمد عبداللہ
ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور

Abstract:

The Commentaries of The Holy Quran has different methods in the sub-content. Philosophical method is one of them. Maulana Abdul Haq Haqqani (D:1917 AD) is one of the scholar of sub continent who is the famous for his tafsir "Fath ul Mannan". He replied the objection on Islam those were raised in twentieth century in sub continent. These objections were also put by the modernist, orientalists and missionaries. Maulana Haqqani wrote a rich preface of his Tafseer. In this preface he discussed philosophical topics i.e. the existence of the almighty Allah, the need of the Prophethood, the core of miracles, the miracles of the Holy Prophet and the compilation of the holy Quran. He also discussed authenticity of the Holy Quran and the rest of heavenly revealed books. He was not only elaborator of the Quran but also an active preacher of Islam. He was recognized by the scholars like Maulana Ashraf Ali Thanvi and Abdul Majid Daryabadi. Its preface has been translated in English also. In this article the author discussed that Tafseer and his philosophical issues.

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

برصغیر پاک و ہند دنیا کا وہ خطہ ہے جہاں پر علوم اسلامیہ کے ہر پہلو سے اعتنا نظر آتا ہے۔ بالخصوص قرآنی علوم و معارف میں برصغیر میں اسلام کی آمد سے ہی اس پر توجہ دی جانے لگی۔ قرآن مجید کا سندھی زبان میں پہلی بار ترجمہ ہوا۔ علاوہ ازیں عربی، فارسی کے علاوہ دیگر زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر قلم بند ہوئیں۔(۱)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۷۰۳ء۔۱۷۶۲ء) کا اس خطہ پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے رجوع الی القرآن کی تحریک برپا کی۔ خود انہوں نے فارسی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا، اصول تفسیر پر فارسی زبان میں منفرد کتاب تصنیف فرمائی۔ یہی وہ دور تھا جب فارسی زبان کی جگہ اردو بطور عوامی و سرکاری زبان کی حیثیت اختیار کر رہی تھی۔ اسی دور میں آپ کے بیٹوں شاہ عبدالقادر (۱۷۵۳ء۔۱۸۱۴ء) اور شاہ رفیع الدین (۱۷۴۹ء۔۱۸۱۸ء) نے بالترتیب قرآن مجید کا اردو میں بامحاورہ اور لفظی ترجمہ مکمل کیا۔ ان دونوں تراجم نے برصغیر میں مزید اردو تراجم اور تفاسیر کی راہ ہموار کر دی۔ شاہ ولی اللہؒ کے ممتاز شاگرد قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۸۱۰ء) نے عربی زبان میں قرآن مجید کی ایک مبسوط اور جامع تفسیر لکھی جو "تفسیر مظہری" کے نام سے معروف ہوئی۔(۳)

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی تفسیر فتح المنان المعروف بہ تفسیر حقانی ہے جو اردو زبان میں ایک منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ بالخصوص برصغیر میں علم الکلام کے حوالے سے مذکورہ تفسیر تفسیری ادب میں سب سے ممتاز ہے۔ قبل اس کے ہم تفسیر حقانی کے کلامی مناہج پر روشنی ڈالیں، مناسب ہوگا کہ مفسر کے حالات زندگی (۴) پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

مولانا عبدالحق حقانی کے حالات زندگی

آپ کا سلسلہ نسب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے منجھلے فرزند سیدنا عباسؓ سے ملتا ہے۔ آپ کی اولاد مختلف امصار و بلاد میں پھیل گئی۔ خواجہ مظفر الدین علوی بن شاہ محمد تبریزی اس خاندان ہی کے پہلے بزرگ ہیں جو بہ سبب تعصب سلاطین صفویہ ہندوستان تشریف لائے اور سندھ و ملتان وغیرہ سے ہوتے ہوئے اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں شاہ جہاں آباد (دہلی) میں تشریف لائے۔ علماء کرام نے آپ کا پرجوش استقبال کیا اور دہلی میں سکونت پذیر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد دربار شاہی میں طلبی ہوئی اور منصب و خلعت خاصہ سے سرفراز کیے گئے۔ آپ کو مسند صدارت دارالافتاء تفویض کی گئی۔(۵)۔ اپنے نسب کے بارے میں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"فتح المنان تفسیر القرآن المشہور بہ تفسیر حقانی اس بیچ و قف کم استعداد، ابو محمد عبدالحق بن محمد امیر بن شمس الدین بن نور الدین بن خواجہ جعفر بن خواجہ حلیم بن مظفر الدین بن شاہ محمد تبریزی کی تصنیف ہے۔"(۶)

عہد شاہ عالم تک مولانا کے بزرگ دہلی میں اعلیٰ مناصب پر فائز رہے اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ "ہمارا مکان دہلی میں لال ڈگی کے قریب 'باب الاسلام' کے نام سے مشہور تھا۔ جس میں ایک طرف دارالحدیث اور دوسری طرف دارالاقامہ تھا۔ ہنگامہ دہلی ۱۸۵۷ء کے بعد سب کچھ مسمار کر دیا گیا اور خاندان کے لوگ منتشر ہو گئے۔"(۷)

مولانا عبدالحق حقانی قصبہ گھمٹلہ گڑھ (رتنا بہاؤ الدین) میں ۲۷ رجب ۱۲۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ والدین اور اہل قصبہ حضرت میراں شاہ بھیکؒ سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔ ان کے خلیفہ اور سجادہ نشین حضرت سید عبدالحمید عرف عبداللہ شاہؒ سے باقاعدہ

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رسائل و جرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

بزرگ تھے مولانا حقانی کو انہی کے سایہ عاطفت میں دے دیا گیا۔ چنانچہ ابتدائی کتب اردو، فارسی، صرف ونحو وغیرہ خود شاہ صاحب نے پڑھائیں۔ آپ کا نام عبدالحق بھی حضرت عبداللہ شاہ نے ہی تجویز کیا۔(۸) جب آپ کی عمر بارہ سال ہوئی تو شاہ صاحب کی ہدایت پر آپ کو حضرت اخوند شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں دہلی بھیج دیا گیا۔ اخوند شاہ عبدالعزیزؒ کے مولانا کے والد خواجہ محمد امیر اور اہل قصبہ سے خاص تعلقات تھے۔ چنانچہ اسی بنا پر بڑی شفقت سے اپنے پاس رکھا اور کتب درسی پڑھائیں۔ آخر اخوند صاحب کی اجازت سے مولانا سہارن پور تشریف لے گئے اور شیخ الحدیث مولانا احمد علی کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کی۔ بعد ازاں آپ نے کان پور میں حضرت شیخ عبدالحق قادری مہاجر مکی کی خدمت میں تحصیل علم کی حضرت شیخ نے آپ کی قابلیت اور زہد وتقویٰ کو دیکھ کر خدمتِ سلسلہ قادریہ عطا فرمائی۔ وہاں سے رخصت ہو کر جون پور تشریف لائے اور مختلف اساتذہ سے علوم معقول ومنقول کی تکمیل کی۔(۹)

یہاں سے اپنے رفقائے درس کے ہمراہ حصول حدیث نبوی ﷺ کے لیے مراد آباد پہنچے اور شیخ المحدثین عالم علی شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اتفاق سے اس وقت شیخ المحدثین علیل تھے۔ چند روزہ قیام کے بعد علی گڑھ استاذ الاساتذہ مولانا مفتی لطف اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کامل دو سال رہ کر دہلی تشریف لے گئے۔

گیارہ سالہ جدائی کے بعد مولانا عبدالحق اپنے آبائی علاقہ گھنولہ گڑھ پہنچے۔ حضرت شاہ صاحب نے اطراف واکناف کے علماء ومشائخ کو مدعو کر کے جلسہ کیا۔ جس میں مولانا سے علمی سوالات کیے گئے۔ مولانا نے جس انداز میں جوابات دیئے علماء پر ایک خاص اثر ہوا۔ اس موقع پر حضرت عبداللہ شاہ نے اپنے ہاتھوں سے دستار فضیلت باندھی۔ اسی جلسہ میں حضرت شاہ نے ایک قطعہ تاریخی بھی ارشاد فرمایا:

عبدالحق از علوم برے خرد وگل بچید — وادش سپر مژدہ دانش باغ باغ
چوں کرد فکر سال تمام فضیلتش — ہاتف دعا بگفت وہ وہ فراغ باد (۱۰)

۱۲۸۸ھ میں والدین اور حضرت شاہ صاحب سے رخصت ہو کر دہلی تشریف لائے اور وہاں سے شیخ العلماء مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تقریباً ایک سال خدمت میں رہ کر علوم طریقت کی تکمیل کی اور خرقہ خلافت حاصل کر کے دہلی آئے اور شیخ الحدیث مولانا نذیر حسین کی خدمت میں حدیث نبوی ﷺ کی قرأت سماع فرمائی۔ مولانا کی خداداد قابلیت وذہانت کی وجہ سے حضرت شیخ المحدثین نہایت درجہ کی شفقت فرماتے۔ طلباء سے دوران درس مسائل فقہ پر گفتگو ہوتی تو حضرت فرماتے تھے "ذرا توقف کرو حنفیوں کا شیر عبدالحق آتا ہوگا وہ تمہارا جواب دے گا" خود شیخ الحدیث نے مولانا حقانی کو حدیث کی اجازت اور سند موثق عطا فرمائی۔(۱۱)

تصنیف وتالیف

مولانا حقانی نے تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ چنانچہ آپ کی حسب ذیل کتب کا تذکرہ مفید ہوگا۔

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

۱۔ امامی شرح حسامی:

مدرسہ اسلامیہ فتح پوری دہلی میں تدریس کے دوران خیال پیدا ہوا کہ مستقل درسی کتب کی شرح کی جائے۔ چنانچہ ۱۲۹۱ھ میں آپ نے عربی زبان میں نامی شرح حسامی عربی زبان میں لکھی جس کو اساتذہ نے بہت پسند کیا۔ ہندوستان کے ساتھ ساتھ جامعہ ازہر (مصر) میں بھی شامل نصاب رہی۔

۲۔ شرح حجۃ اللہ البالغۃ:

آپ نے حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تصنیف حجۃ اللہ البالغۃ کی شرح لکھی جسے علمائے ہند نے بنظر استحسان دیکھا۔

۳۔ عقائد الاسلام:

آپ نے انگریز دور میں مروجہ سکولوں کی تعلیم کو دیکھتے ہوئے کہ یہ تعلیم مسلمان بچوں کو اسلام سے بیگانہ بنا دے گی۔ دہریت اور الحاد پیدا کر دے گی۔ چنانچہ آپ نے مخالفین اسلام کی تردید و ذہنی کا خیال رکھتے ہوئے علم الکلام میں عقائد الاسلام کے نام سے ایک مبسوط کتاب ۲۵۶ صفحات پر مشتمل لکھی۔ یہ کتاب ربیع الاول ۱۲۹۶ھ میں اختتام پذیر ہوئی۔

اس کتاب کو مسلمانوں کے ہر طبقہ میں قدر و حضرات کی نظر سے دیکھا گیا۔ مولانا قاسم نانوتویؒ نے کتاب کے بارے میں لکھا:

> ''اردو میں یہ کتاب لاجواب میں نے اول سے آخر تک دیکھی، سچ یہ ہے کہ ایسی کتاب اس زبان میں دیکھی نہ سنی۔ مضمون کی خوبی مصنف کے کمال کی دلیل ہے اور کیوں نہ ہو تعرف الرجال بالقال زیادہ لکھنا فضول ہے دیکھنے والے خود ہی دیکھ لیں گے، یہ کیسی کتاب ہے۔''

علاوہ ازیں مولانا حبیب الرحمٰن، سید انور شاہ کشمیری اور مفتی کفایت اللہ نے بھی عقائد الاسلام کی تعریف و توصیف کی ہے۔ (۱۲)

۴۔ رسائل:

مولانا نے رد آریا اور رد نصاریٰ میں بہت سے رسائل تصنیف کیے جن میں احقاق حق اور شہاب ثاقب شامل ہیں۔

حمیت اسلام اور تبلیغی خدمات

مولانا حقانی کے دل میں تبلیغ اسلام کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اوائل عمری سے ہی اشاعت اسلام سے آپ کو خاص شغف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ندوۃ العلما لکھنؤ میں تبلیغی شعبہ قائم کرنے پر زور دیا۔ اس ضمن میں آپ کے دو اقدامات قابل ذکر ہیں۔

۱۔ انجمن ہدایت الاسلام دہلی:

آپ نے دہلی کے مخیر حضرات کے تعاون سے اسلام کی نشر و اشاعت اور مخالفین اسلام کا جواب دینے کے لیے ۱۹۱۱ء میں انجمن ہدایت الاسلام دہلی کی بنیاد رکھی۔ اس کے تحت پچیس ذی علم اور صاحب ثروت مبلغ تیار کر کے ملکانہ راجپوتوں میں بھیجے گئے۔ اس کے دفتر کے اہتمام کے لیے مفتی کفایت اللہ کی بھی خدمات حاصل کی گئیں۔ اسی انجمن کے تحت آریوں سے مناظرے ہوئے اور بڑی بڑی شخصیات اس سے وابستہ رہیں۔ (۱۳)

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

۲۔ الہدایت کا اجراء:

مولانا ہی کی تحریک پر ۱۹۰۱ء میں انجمن کی سرپرستی میں ایک ہفتہ وار اخبار "الہدایت" کے نام سے جاری ہوا۔ حکیم محمد اسحاق اخبار (مؤلف حیات حقانی) کے مہتمم رہے۔ اس اخبار میں مخالفین اسلام کے جوابات اور انجمن ہدایت الاسلام کی رپورٹوں کا خلاصہ وغیرہ شائع ہوتا تھا۔

وفات

۱۹۱۱ء میں مولانا حقانی کو مجبور کیا گیا کہ وہ مدرسہ عالیہ کلکتہ کی صدر مدرسی کا فریضہ سرانجام دیں۔ آپ نے بہت عذر معذرت کی مگر بالآخر اس خدمت کو قبول کر لیا۔ کلکتہ کی آب و ہوا نے آپ کی صحت پر اثر ڈالا۔ ۱۹۱۶ء میں علیل ہو کر دہلی تشریف لے آئے۔ مارچ ۱۹۱۷ء میں ۷۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ مولانا کفایت اللہ اور مولانا کرامت اللہ خاں نے غسل دیا۔ مولانا اخوند محمد عمر نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تقریباً ۱ لاکھ کے قریب مسلمانوں نے جنازے میں شرکت کی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار اقدس کے قریب دہلی میں مدفون ہوئے۔ (۱۴)

تفسیر حقانی

آپ کی سب سے معرکۃ الآراء تصنیف تفسیر فتح المنان المعروف بہ تفسیر حقانی ہے۔ یہی آپ کی چار دانگ عالم میں شہرت کا سبب بنی۔ یہی وہ زمانہ ہے جب سرسید احمد خان کی تصنیف "تفسیر القرآن" شائع ہوئی۔ جس میں جنت و دوزخ اور ملائکہ وغیرہ کی تاویلات پیش کی گئیں۔ جن سے قرآن کا مفہوم ہی بدل گیا۔ اس تفسیر کی اشاعت سے مسلمانوں میں ایک ہیجان سا پیدا ہو گیا۔۔۔ دہلی کے علماء خصوصاً تلامذہ مدرسہ عربیہ فتح پوری، حقانی منزل میں جمع ہوئے اور درخواست کی کہ اس کا جواب آپ لکھیں۔ آپ نے اس کے جواب میں دو سو صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی جو بعد ازاں مقدمہ تفسیر حقانی' کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس میں سرسید مرحوم کی لغزشوں کی اصلاح کے ساتھ ساتھ مخالفین اسلام کے اعتراضات کے عقلی و نقلی جوابات دیے گئے تھے۔ چنانچہ کتاب طبع ہو کر اشاعت پذیر ہوئی جسے طبقہ علماء نے بے حد پسند فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے تفسیر حقانی کی تالیف پر توجہ دی جو تقریباً دو سال میں مکمل ہوئی۔ یہ تفسیر بڑے سائز میں آٹھ جلدوں میں لکھی گئی۔ تفسیر حقانی اردو زبان میں پہلی تفسیر ہے جو مخالفین کے اعتراضات کو سامنے رکھ کر لکھی گئی۔ ترجمہ قرآن عام فہم سلیس اردو میں ہے جس کو خاص و عام آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں صرف و نحوی ترکیب بھی دی گئی ہے تاکہ ترجمہ کرنے میں کسی کو مغالطہ نہ ہو۔ تفسیر حقانی کی اشاعت کے بعد آپ کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔

(۱۵) تفسیر حقانی میں جن امور کا التزام کیا گیا ہے وہ خود مفسر کے مطابق درج ذیل ہیں۔

۱۔ اردو میں اصل مطلب قرآن کو واضح کیا۔

۲۔ شان نزول کو بہ روایت صحیح لکھا۔

۳۔ آیات احکام میں اول مسئلہ منصوص کو ذکر کر کے پھر اختلاف مجتہدین اور ان کے دلائل کو بیان کیا۔

۴۔ غیر ضروری سمجھ کر فقط ایک ہی قرأت کے موافق وجہ اعراب کو بیان کیا۔

موسوعہ فهارس مجلات علمیہ | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

۵۔ وجوہ مختلفہ میں سے ایک کو سب سے قوی سمجھ کر ذکر کیا۔

۶۔ معانی اور بلاغت کے متعلق نکات قرآنیہ کو ظاہر کیا۔

۷۔ کوئی حدیث بغیر سند کتب صحاح ستہ کے نہیں لایا۔

۸۔ قصص میں جو کچھ روایت صحیحہ یا کتب سابقہ سے ثابت ہے یا خود قرآن میں کئی جگہ بیان وارد ہے وہاں تفحص کر کے بیان کر دیا۔

۹۔ آیات میں ربط دیا۔

۱۰۔ مخالفین کے شکوک وشبہات جس قدر تاریخی واقعات یا مبدء ومعاد کی بابت وارد تھے سب کا الزامی اور تحقیقی جواب دیا۔(۱۶)

علم الکلام

عقائد اسلامیہ کو عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کرنا اور مخالفین اسلام کے شکوک وشبہات کا ازالہ کرنا علم الکلام کہلاتا ہے۔ یہ دینی علوم میں سے ایک اشرف علم ہے۔ اس فن (علم الکلام) میں باری تعالیٰ کی ذات وصفات ونبوت وملائکہ وعالم آخرت کے متعلق جو کچھ اہل اسلام کے عقائد ہیں، بحث ہوتی ہے۔(۱۷)

اس کا آغاز فرقہ معتزلہ کے ظہور سے ہوا جب انہوں نے علم وحی اور کلام الٰہی کے مقابل عقل کو معیار قرار دیا۔ مولانا عبدالحق حقانی لکھتے ہیں:

> ”مسلمانوں میں یا بعد فلسفہ قدیمہ ایک فرقہ پیدا ہوا تھا جس کو معتزلہ کہا جاتا تھا۔ ان کے نزدیک قرآن اور اسلام کی یہی خیر خواہی اور بڑی خدمت تھی کہ وہ قرآن اور پیغمبر علیہ السلام کی حدیثوں کو تاویلات کے ذریعے سے فلسفہ یونانی کے موافق کیا کرتے تھے اور جہاں موافقت نہ ہو سکتی تھی وہاں اس حدیث کا انکار کر دیتے تھے۔ یہ اس لیے کہ ان کے نزدیک اس وقت کا فلسفہ سراسر حق ثابت ہو گیا تھا..... آج کل بعض ہندوستان کے مسلمان فلسفہ حال کے مطابق کرنے میں وہی طرز عمل اختیار کیے ہوئے ہیں۔ مگر مسلمانوں نے معتزلہ کی تمام کوششوں کو بے کار جانا اور بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا اور خوب ہی کیا.....“(۱۸)

اسی تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا تفسیر حقانی کا غالب اسلوب کلامی ہے۔ بالخصوص تفسیر حقانی کا مقدمہ علم الکلام کی مبادیات اور خلاف اسلام فرق وافکار کا مدلل جائزہ اور ’دائرۃ المعارف‘ ہے۔(۱۹)

بیسویں صدی عیسوی کے کلامی مباحث اور تفسیر حقانی کا تجزیاتی مطالعہ

قبل اس کے کہ ہم تفسیر حقانی کے کلامی مباحث کا جائزہ لیں مناسب معلوم ہوگا کہ اس دور کے فکری، اعتقادی، تہذیبی اور سماجی تحدیات کا احاطہ کر لیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے مولانا عبدالحق حقانی کے پیش نظر اور پس منظر میں کون سے مباحث اور مسائل تھے جسے انہوں نے اپنی تفسیر میں موضوع بحث بنایا۔ بیسویں صدی عیسوی پر بہ نگاہ نظر ڈالی جائے تو درج ذیل افکار ومسائل بہ صورت

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

تحریکات نظر آتے ہیں۔

۱۔ سر سید احمد خان اور جدید علم الکلام

۲۔ مسیحی علماء اور ان کا معاندانہ ادب

۳۔ ہندومت کی احیائی تحریک آریہ سماج

۱۔ سر سید احمد خان اور جدید علم الکلام:

سر سید احمد خان (۱۸۱۷ء۔۱۸۹۸ء) جدید دور کے پہلے مذہبی مصلح و مفکر ہیں۔ جنھوں نے برصغیر میں انگریز حکومت کے قیام کے بعد ملت اسلامیہ ہند کو درپیش تہذیبی اور نظریاتی و سیاسی چیلنجوں سے عہدہ برا ہونے کے لیے اسلام کے عقائد و تعلیمات کی تعبیر نو کا بیڑا اٹھایا اور مسیحی مبلغین اور مستشرقین کی طرف سے اسلامی تعلیمات اور تہذیبی و سماجی اقدار پر کیے جانے والے اعتراضات کے ازالے اور دین اسلام کے دفاع و حمایت کے لیے ایک نئے علم الکلام کی بنیاد ڈالی۔ (۲۰)

سر سید احمد خان نے اپنے اس جدید علم الکلام (جو در اصل معتزلی علم الکلام ہی کا جدید ایڈیشن ہے) کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اسلام کے تمام اصول و احکام عقل کے عین مطابق ہیں اور قرآن حکیم میں کوئی ایسی بات بیان نہیں کی گئی جو عقل و سائنس اور جدید تمدن و ترقی کے منافی ہو۔ (۲۱)

سر سید کے ایجاد کردہ اس علم الکلام کا بہترین و کامل اظہار ان کی تصنیف 'تفسیر القرآن' میں ہوا ہے۔ انھوں نے اپنے مخصوص تجدد پسندانہ نقطہ نظر کے مطابق تفسیر قرآن کی خاطر کچھ تفسیری اُصول وضع کیے ہیں۔ ان تفسیری اصولوں کے مطابق اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، حاضر و ناظر اور خالق کائنات ہے۔ اس نے وقتاً فوقتاً نوع انسان کی ہدایت کے لیے انبیاء مبعوث کیے ہیں جن میں حضرت محمد ﷺ بھی شامل ہیں۔ قرآن، وحی متلو کلام الٰہی ہے جو محمد ﷺ پر بذریعہ وحی نازل کیا گیا۔ رہ گیا یہ سوال کہ یہ حضرت جبریل کے توسط سے بھیجا گیا یا اس کے الفاظ حضور ﷺ کے دل پر القا ہوئے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ قرآن میں کوئی بات نادرست اور خلاف واقعہ مندرج نہیں ہے۔ (۲۲)

سر سید احمد خان کا اہم ترین تفسیری اصول یہ ہے کہ ورک آف گاڈ یعنی قوانین فطرت اور ورڈ آف گاڈ یعنی قرآنی آیات و احکام میں کبھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ چونکہ یہ دونوں اللہ کے بنائے ہوئے ہیں اس لیے دونوں میں ہم آہنگی ضروری ہے۔ بنا بریں قرآنی آیات کی تشریح و تعبیر کے ضمن میں اس اصول کو پیش نظر رکھا جائے گا کہ ورک آف گاڈ اور ورڈ آف گاڈ میں توافق و تطابق پایا جائے بصورت دیگر قرآنی آیات و احکام میں تناقض لازم آئے گا۔ (۲۳) اس تفسیری اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے سر سید نے قرآنی آیات و تعلیمات کو عقل اور جدید سائنسی نظریات و معلومات سے ہم آہنگ کرنے اور جدید ذہن کے لیے قابل قبول بنانے کے لیے کوشش میں عقائد و احکام کے سلسلہ میں متجددانہ خیالات و آراء کا اظہار کیا ہے۔ سید محمد عبداللہ کے بقول تفسیر القرآن میں روایات سے بغاوت اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ اس میں اصول طریق کار اور نصب العین سب کچھ پرانی تفسیروں سے مختلف معلوم ہوتا ہے۔ سر سید کے افکار کا محور یہ ہے کہ اسلام کا کوئی مسئلہ عقل اور اصول تمدن کے خلاف نہیں۔ دین میں صرف قرآن مجید یقینی ہے باقی سب

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

کچھ یعنی حدیث، اجماع اور قیاس وغیرہ اصول دین میں شامل نہیں۔ (۲۴)

عبدالحق حقانی سرسید احمد خان کی تصنیف تفسیر القرآن کی بابت رقم طراز ہیں:

> "آنریبل سیّد احمد خان بہادر دہلوی کی تصنیف جو نا تمام ہے۔ اس شخص نے شاہ عبدالقادر کو بدل کر ترجمہ لکھا ہے اور باقی اپنے خیالات باطلہ کو جو ملحدین یورپ سے حاصل کیے ہیں اور جن کے اتباع کا ان کے نزدیک ترقی قومی اور فلاح اسلام ہے، درج کیا ہے اور بے مناسبت آیات و احادیث و اقوال علما کو اپنی تائید میں لاکر الہام الٰہی کو تحریف کیا ہے۔ دراصل یہ کتاب تحریف القرآن ہے نہ کہ تفسیر۔" (۲۵)

مولانا عبدالحق حقانی نے سرسید احمد خان کے منافی اسلام عقائد کا اپنی تفسیر اور مقدمہ میں تفصیلی تجزیہ کیا ہے اور ان کے اقوال کے لفظ بہ لفظ نقلی و عقلی جوابات تحریر کیے ہیں۔ بالعموم سرسید کے اقوال کو "قولہ" سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور "اقول" سے مولانا حقانی کی تشریح و توضیح ہوتی ہے۔ کہیں کہیں اسلوب میں شدت آجاتی ہے اور تحریر مناظرانہ ہوتی ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

> "کیجیے آپ (سرسید احمد خان) ہی نے یورپ کی سیر نہیں کی اور آپ اچھی طرح نہ عربی قدیم جانتے ہیں، نہ جدید، نہ یونانی، نہ عبرانی، نہ یورپ کی زبانوں میں دستگاہ رکھتے ہیں۔ پھر جو آپ کا مایہ تحقیقات ہے، وہ خود پسندی اور عجب سے اس وقت آپ جن جن چیزوں کا انکار کر رہے ہیں (وہ یہ ہیں)
>
> ۱۔ وجود ملائک کا عموماً جبریل و میکائیل کا خصوصاً
>
> ۲۔ شیطان کا انکار
>
> ۳۔ حضرت آدمؑ کا انکار (آپ آدم سے مراد نوع انسانی رکھتے ہیں)
>
> ۴۔ حضرت آدمؑ کو ملائکہ کے سجدہ کرنے اور شیطان کے تکبر کرنے کا انکار بلکہ اس قصہ کو آپ انسان کے قوٰی کے جذبات اور قوت بہیمیہ کے تمرد پر محمول کرتے ہیں۔
>
> ۵۔ حضرت آدمؑ کے جنت میں رہنے، پھر بسبب گناہ کے وہاں سے نکالے جانے کا انکار۔
>
> ۶۔ جنت اور اس کے نعماء کا انکار، علاوہ ان کے اور خاص خاص چیزوں کا بھی آپ نے انکار کیا ہے جیسا کہ کل انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور ان کے خوارق عادات، چنانچہ ان باتوں کو ہم اپنی تفسیر میں ہر موقع پر ذکر کرکے جواب باصواب دیں گے۔ (۲۶)

انکار آدمؑ کی بابت لکھتے ہیں:

> "تفسیر القرآن کے صفحہ ۵۵ پر آدم کے لفظ سے وہ ذات خاص مراد نہیں ہے۔ جس کو عوام الناس اور مسجد کے ملا باوا آدم کہتے ہیں بلکہ اس سے نوع انسان مراد ہے .... جناب عالی! آپ نے جو یہاں موجود آدمؑ کا انکار کیا، کس دلیل سے؟ مگر دلیل کہاں؟ محض اپنا خیال اور اس قول کا یہ جواب ہے کہ اول تو یہ بات خوب معلوم نہیں کہ صاحب کشف الاسرار، کس مرتبہ کے شخص ہیں؟ آیا ایسے بھی ہیں کہ ان کے قول سے

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

قرآن کی آیت متروک ہو سکتی ہے؟ دوم یہ کہ صاحب کشف الاسرار حاشا وکلا یہ نہیں کہتے، جو تم سمجھتے ہو۔ یہ انکار آدم اہل اسلام میں بہ تقلید فلاسفہ آپ ہی کا ایجاد کردہ ہے۔ (۲۷)

سورۃ البقرہ کی آیت ﴿و اذ فرقنا بکم البحر فانجینکم و اغرقنا ال فرعون و انتم تنظرون﴾ (۲۸) کے تحت لکھتے ہیں:

واضح ہے کہ بعض ملحدوں نے جس طرح اور معجزات کا انکار کیا ہے، اسی طرح بنی اسرائیل کے عبور قلزم کا بھی انکار کیا ہے اور یہ توجیہ کی ہے کہ جزر و مد تھا یعنی سمندر کا پانی اترا ہوا تھا۔ اس وقت بنی اسرائیل کا گزر ہوا اور ان کے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر آیا تو اس وقت دریا کا چڑھاؤ تھا، وہ لوگ سب ڈوب مرے نہ کہ موسیٰ کی عصا زنی سے سمندر کے دو ٹکڑے ہوئے تھے، جیسا کہ اہل کتاب اور اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔ (۲۹)

اسی طرح سورۃ البقرہ کی آیت ﴿واذ استسقیٰ موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر﴾ (۳۰) کے تحت رقم طراز ہیں:

واضح ہو کہ قدیم سے ظاہر بین لوگ معجزات انبیاء علیہم السلام اور امور خوارق عادات کا انکار کرتے چلے آتے ہیں کیونکہ ان کا سر ان کی عقل کوتاہ بین میں جب نہیں آتا تو سوائے انکار کے اور کوئی تدبیر نہ سوجھی سو اس مقام پر بھی یہی تعجب کیا کہ لاٹھی کے مارنے سے اس قدر پانی نکلا کہ جس کو لاکھوں آدمی پی کر سیراب ہوں، قانون قدرت کے خلاف ہے۔ حالانکہ یہ نہیں جانتے کہ پتھروں میں عجیب و غریب تاثیرات خدا تعالیٰ نے رکھی .... اضرب کے معنی چلنے کے ہوتے ہیں اور حجر سے مراد پہاڑی حصہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ لاٹھی کے سہارے سے پہاڑ پر چڑھ۔ (۳۱)

سورۃ آل عمران کی آیت ﴿قالت رب انی یکون لی ولد ...... ان کنتم مومنین﴾ (۳۲) کی تفسیر میں عبدالحق حقانی لکھتے ہیں:

چنانچہ نیچری مفسر نے اس مقام پر حضرت مریم کو غیب سے روزی پہنچنے کا اور حضرت عیسیٰ کے بے باپ کے پیدا ہونے کا انکار کیا ہے اور تاویل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ یوسف نجار سے پیدا ہوئے تھے۔ صرف یہ بات تھی کہ رخصت کر کے لے جانے سے پہلے یوسف، حضرت مریم سے ہم بستر ہو گئے تھے۔ چونکہ یہ بات یہود میں مذموم تھی جو دونوں کو شرم و حجاب کا موجب ہوا ہو اور حضرت زکریا اور حضرت مریم نے جو فرشتوں سے باتیں کیں، وہ ان کا خیال مجسم یا خواب تھا اور چونکہ اس مذہب کا یونانیوں میں رواج دینا منظور تھا اور ان میں ایسی باتیں ہمیشہ سے باعث بزرگی سمجھی جایا کرتی تھیں، چنانچہ حکیم افلاطون کا حمل بھی بے باپ کے ان میں مشہور تھا، اس غرض سے عیسائی معلموں نے یہ بات مشہور کر دی کر دی اور اسی مشہور بات کو مفسروں نے قرآن کی تفاسیر میں لکھ دیا اور اس طرح لڑکپن میں مسیح علیہ السلام کا کلام کرنا اور مٹی کے جانور بنا کر ان میں پھونک مار کر زندہ کر دینا اور مردہ کو زندہ کر دینا ہے۔ جس سے دل مردہ کو زندہ کرنا مراد ہے اور چشم باطن کے اندھے کو یہ ہدایت دینا اور بیماری مرض قلب کو شفا دینا۔ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے سے مراد ہے اور ایسے محاورات حضرت عیسیٰ کی تقریروں میں بیشتر پائے جاتے ہیں .... افسوس یہ لوگ صرف برائے نام مسلمان کہلانے کے لیے قرآن مجید کی فضول تاویلیں کر کے اپنا مضحکہ اڑواتے ہیں۔ (۳۳)

سرسید احمد خان کو برصغیر میں جدید علم الکلام کا بانی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا تاہم اس خطہ میں سرسید کی فکر کے گہرے اثرات

موسوعہ فهارس مجلات علميه | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

مرتب ہوئے بالخصوص مولوی محمد علی لاہوری، مولانا خواجہ احمد دین، عبدالحکیم بٹالوی، حکیم احمد شجاع الدلولی اور غلام احمد پرویز کے نام نمایاں طور پر لیے جاسکتے ہیں۔

مسیحی مناد اور ان کا معاندانہ ادب

انیسویں صدی عیسوی کا آغاز اگر ایک طرف سلطنتِ مغلیہ کے زوال کا نقطۂ عروج تھا تو دوسری طرف مسیحی سرگرمیوں میں غیر معمولی جوش وخروش کا بھی پیش خیمہ ثابت ہوا۔ مختلف ممالک سے مسیحی جوش وجذبہ سے لبریز پادری ہندوستانی مسلمانوں کو بپتسمہ دینے کی غرض سے جوق در جوق آنے لگے۔ اس مقدس مشن میں مشنریوں اور بعض مغربی جامعات کے اساتذہ کے علاوہ انگریز حاکم بھی شامل ہو گئے تھے۔ بعض کمزور ایمان وعقیدے کے حامل مسلمان متزلزل ہو رہے تھے۔(۳۴)

فرانسیسی مستشرق گارساں دتاسی لکھتے ہیں۔ مسیحی مبلغین اپنا مذہبی جوش ظاہر کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ چنانچہ میلوں، کے موقعوں پر جو مذہبی اور تجارتی دونوں اہمیت رکھتے تھے۔ ہندوستانیوں کے جم غفیر میں وہ اپنے خیمے لگا لیتے ہیں۔ وہاں تقریر اور وعظ کرتے ہیں۔ رسالے تقسیم کرتے ہیں۔(۳۵)

متحدہ صوبہ جات کے حاکم اعلیٰ سر ولیم میور نے اپنی کتاب The Life of Mahomet میں جہاں قرآن حکیم کی حقانیت وحفاظت کے بارے میں شکوک وشبہات کا اظہار کیا وہیں پیغمبر اسلام کے بارے میں روایتی تعصب کا اظہار کیا۔(۳۶)۔

یہ کتاب جرمن پادری سی۔ جی فانڈر کی ایما پر لکھی۔ خود فانڈر کی کتاب "میزان الحق" زہرناکی اور اسلام دشمنی میں سب سے بڑھ کر تھی۔ جس میں اسلام، قرآن اور پیغمبر اسلام پر اعتراضات کی بھرمار کی گئی تھی۔(۳۷)۔ اسلام سے ارتداد اختیار کرنے والے پادری عماد الدین پانی پتی ہیں۔(۳۸) پادری ماسٹر رام چندر(۳۹) اور پادری صفدر علی(۴۰) جو اسلام دشمنی میں مذہبی پادریوں سے بھی دو قدم آگے تھے۔ چنانچہ مذکورہ پادریوں نے بالترتیب اپنی کتابوں ہدایت المسلمین تحریف القرآن اور نیاز نامہ میں بطور خاص قرآن حکیم اور پیغمبر اسلام کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا۔ چنانچہ مذکورہ کتب اور اس دور میں لکھی جانے والی دیگر کتب میں بالعموم درج ذیل مباحث پر کلام کیا گیا ہے۔

۱۔ قرآن مجید اصل شکل میں محفوظ نہیں بلکہ اس میں تحریف ہوئی ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ تورات، زبور اور انجیل سے ماخوذ ہیں۔

۳۔ کتاب مقدس (Bible) کے مطالب قرآن کے خلاف ہیں اس لئے قرآن کتاب الٰہی نہیں ہے۔

۴۔ محمد رسول اللہ کو وحی نہیں آتی تھی بلکہ صرع کی بیماری تھی جس میں آپ مبتلا تھے۔

۵۔ نبوت ورسالت کے لئے معجزات ضروری ہیں مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی معجزے کا صدور نہیں ہوا۔

۶۔ کتب سابقہ میں رسول اکرم ﷺ کے بارے میں بشارات نہیں ہیں۔

۷۔ اسلام جہاد کے ذریعے سے پھیلا ہے۔

چنانچہ عبدالحق حقانی نے تفسیر اور اس کے مقدمہ میں مذکورہ بالا شبہات کو مد نظر رکھتے ہوئے مفصل ابحاث کی ہیں۔ کتب

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

مقدسہ (Bible) کے بارے میں لکھتے ہیں۔

یہ کتب مقدسہ جو بالفعل اہل کتاب کے ہاتھ میں ہیں اور جن کی مخالفت سے قرآن پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کلام الٰہی بھی ہیں؟ کیونکہ محض توراۃ وانجیل وزبور ان کے نام مقرر کرنے سے یہ کلام الٰہی نہیں ہوسکتیں۔ کیا لوہے کا نام چاندی رکھنے سے چاندی ہو جائے گا؟ پس اول مرتبہ یہ ثابت کرنا ضرور پڑے گا کہ جس تورات وانجیل وزبور کا قرآن میں ذکر ہے وہ یہی کتابیں ہیں اور اس امر کے ثبوت میں یہ کہنا کافی نہ ہوگا کہ اگر یہ وہی کتابیں نہیں تو اصل کتابیں تم لاکر دکھاؤ کیونکہ جب ان اصل کتابوں کا باقرار علماء یہود و نصاریٰ سطح عالم پر وجود ہی نہیں تو کوئی کہاں سے لاکر دکھائے؟ یہ کتابیں بلاتفاوت ویسی ہی ہیں کہ جس طرح ان کو ان کے مؤلفین نے تصنیف کیا لیکن اس کا ثبوت محالات سے ہے کیونکہ باقرار علماء اہل کتاب باب کے باب اور بہت سے آیات ان میں لوگوں نے داخل کردیئے ہیں۔ چنانچہ پادری فانڈر (مباحثہ دینی) (۴۱) میں خود مقر رہیں کہ تخمیناً لاکھ ڈیڑھ لاکھ جگہ ان کتابوں میں غلطیاں واقع ہوئیں جس کو ویرئس ریڈنگ کہتے ہیں۔ (۴۲)

سورۃ آل عمران کی آیت "لا اکراہ فی الدین" کے تحت لکھتے ہیں:

پس جہاد سے یہ غرض نہیں جو مخالفین سمجھتے ہیں بلکہ دنیا سے شر وفساد کا دفع کرنا اور قبیحات کا مٹانا اور دنیا کے ناپاک کرنے والوں کی شوکت کو توڑنا، سو یہیں مقتضائے رسالت اور نتیجہ سلطنت آسمانی ہے جس کے ظہور کی حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہم السلام خبر دیتے آئے ہیں اس جہاد پر اعتراض کرنا عقل سلیم پر پتھر پھینکنا ہے۔ (۴۳)

اسی طرح سورۃ آل عمران کی آیت "فاتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین" (۴۴) کے تحت رقم طراز ہیں:

ایک پادری نے ایک کتاب لکھی ہے۔ (۴۵) اس میں جابجا ثابت کرکے (کہ قرآن کی فلاں بات توراۃ سے، فلاں طالمود سے فلاں صحائف سے فلاں انجیل سے) خیالی پتھر پھینکے ہیں۔ پھر قرآن کی کیا ضرورت تھی؟ پادری لوگ جس طرح راست بازی اور انصاف سے بے بہرہ ہیں، اسی طرح تاریخ عرب سے بھی بے بہرہ ہیں۔ اول تو ورقہ اور زید ہرگز صابی نہ تھے بلکہ موحدین میں سے تھے۔ اور صابی ستارہ پرست قوم تھی۔ دوم صابیوں کا کوئی فرقہ توراۃ وانجیل اور ان کی روایتوں کو نہیں مانتا تھا۔ اب یہی بات کہ طالمود اور یہودیوں کی دیگر کتابوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حصوں کا قرآن کے مطابق پایا جانا سو یہ منافی الہام نہیں۔ کیا الہامی بات کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام تاریخی کتابوں کے برخلاف ہو؟ (۴۶)

کتب سابقہ میں رسول اکرمؐ کی بشارت کے بارے میں لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے کی تمام انبیاء کرام بشارات دیتے چلے آتے ہیں۔ اگرچہ یہود ونصاریٰ نے ضد کے مارے بہت سے بشارتیں نکال ڈالیں اور بہت کو تاویلات اور ترجموں کے ذریعے سے بدل دیا مگر پھر بھی جس طرح سے ڈھے پھوٹے مکان کے نشان باقی رہ جاتے ہیں، اس قدر باقی ہیں کہ اتنی بشارات اور کسی کے لئے ثابت نہیں۔ تورات اور دیگر صحف انبیاء علیہم السلام مثل کتاب دانیال وغیرہ، وزبور وانجیل ومکاشفات یوحنا میں کہیں بطور اجمال اور کہیں نام پاک محمدؐ یا احمدؐ کی تصریح ہے۔ (جس کا ترجمہ فارقلیط، پھر بدل کر وکیل یا معین، پھر اس کو چھوڑ کر روح بنایا) بلکہ ہنود کی وید اور پارسیوں کے دساتیر میں بھی حضرت

موسوعہ فهارس مجلات علمیه | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

محمدؐ کے ظہور کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس بارے میں بعض علماء نے نہایت تفصیل سے کتابیں لکھی ہیں اور کیوں نہ ہوتا، آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے سرتاج ہیں۔(۴۷)۔

اسی طرح تفسیر حقانی میں الوہیت مسیح، ابنیت مسیح، عقیدۂ کفارہ کے علاوہ قرآن حکیم کی حقانیت، تدوین اور مضامین وعلوم القرآن پر بھی عمدہ استدلال کیا ہے۔

۳۔ آریہ سماج اور انکے افکار کا رد:

انیسویں صدی عیسوی کے ربع آخر میں جہاں مختلف علوم وفنون میں ترقی ہوئی وہیں خطہ ہندوستان میں مختلف مذاہب کی تحریکوں کا بھی احیاء ہوا۔ انہی تحاریک میں برہمو سماج (۴۸) اور آریہ سماج (۴۹) بھی تھیں۔ بالخصوص آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند نے سناتن دھرمیوں کو آریہ بنانے کی کوشش کی اس غرض کیلئے قدیم ہندومت میں کچھ اصلاحات کیں۔ علاوہ ازیں ایک کتاب ستیارتھ پرکاش، کے نام سے لکھی جس میں بعدازاں چودھویں باب کا اضافہ کیا گیا جس میں حضور اکرمؐ کی ذات اقدس پر نازیبا حملے کئے گئے۔ اس کی سرگرمیوں کا مرکز ریاست بھرت پور متھرا وغیرہ تھی۔ تاکہ ملکانہ راجپوتوں کو مرتد بنایا جائے اس لئے بھی کہ یہ لوگ برائے نام مسلمان تھے چنانچہ گنیش محمد اور رام خان وغیرہ نام رکھتے تھے۔ پہلے قاضی نکاح کراتا پھر برہمن پھیرے کراتا تھا۔

مولانا عبدالحق حقانی نے اس غرض کیلئے عملی اقدامات کئے اور علماء کی ایک جماعت کو ان علاقوں میں بھیجا، اس غرض سے انجمن ہدایت الاسلام بھی قائم ہوئی۔ علاوہ ازیں عبدالحق حقانی نے آریہ سماج بالخصوص سوامی دیانند کے اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن حکیم پر اعتراضات کو اپنی تفسیر میں بھی تحریر کرکے رد کیا ہے۔(۵۰)۔

قرآن حکیم کی حفاظت، تدوین اور حقانیت کے ذیل میں ہندومت کی کتب کے بارے میں بھی لکھا ہے، چنانچہ رقم طراز ہیں:

ہنود بھی اپنی کتابوں کو الہامی کہتے ہیں، گو ان کا قرآن میں کوئی تفصیلی ذکر نہیں ہے مگر ہر الہامی کتاب پر ایمان لانا ہم اہل اسلام پر فرض ہے۔ اس لئے ان کی تحقیق کرنا بھی ضروری ہوا۔ واضح ہو کہ ہنود کے نزدیک چار وید، رگ وید، یجر وید، سام وید اور اتھروید برہما کے منہ سے نکلے ہیں۔ کچھ مضامین وید سے لے کر تاریخی واقعات کو سن سنا کر پنڈتوں نے تصنیف کی ہیں۔ پس یہ تو کسی طرح کتب آسمانی نہیں ہو سکتی لہذا ہم ان کی تحقیق سے دست بردار ہوتے ہیں۔ مگر اس قدر یاد رہے کہ یہ سب کتابیں اہل ہند کے نزدیک معتبر اور دینی ہیں؛ ویدوں اور پرانوں کے مصنف ایک دو شخص نہیں بلکہ متعدد لوگ مجہول الحال ہیں تب ان کو کس طرح الہامی کلام مانا جائے۔ مضامین بھی اس کے اس قابل نہیں کہ ان کو الہامی کیا جائے کیونکہ بت پرستی، عناصر پرستی اور ستاروں کی پرستش وغیرہ بیہودہ تعلیم اس میں اور اس کے قصص پرانوں میں ہے کہ جن کو کوئی اہل عقل تسلیم نہیں کر سکتا۔(۵۱)۔

صرف یہی نہیں متعدد مقامات پر توریت، زبور، دساتیر (زرتشت کی مذہبی کتاب) رگ وید، انجیل اور قرآن تعلیمات کا تقابل بھی کیا ہے۔

خلاصۂ بحث

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

مولانا عبدالحق حقانی نے جس ماحول میں آنکھ کھولی۔ اس میں عقلیت اور جدیدیت کا نہایت شہرہ تھا۔ انگریزوں نے ہندوستان پر اپنا قبضہ جمالیا تھا۔ صرف مغربی علوم کو فروغ دیا جارہا تھا بلکہ مختلف ممالک سے آنے والے مسیحی مناد ملک کے طول وعرض میں مسیحی علم بلند کئے ہوئے تھے۔ حاکم وقت اور مغربی جامعات کے اساتذہ بھی ان کی پشت پر تھے۔ آریہ سماج کے بانی دیانند سرسوتی بھی مناظروں کے میدان میں تھے۔ یہی وہ دور تھا جب ہندوستان میں ایک نئی نبوت کا بھی ظہور ہو رہا تھا۔ ایسے میں مولانا عبدالحق حقانی نے اپنے آپ کو علم واستدلال کے زیور سے مسلح کیا وقت کے بڑے بڑے علماء ومشائخ ،محدثین سے تکمیل علم کرنے کے بعد مذکورہ تحدیات سے نمٹنے کیلئے میدان میں اترے۔ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی جھنڈے گاڑے مناظرہ کا میدان بھی خالی نہ چھوڑا اور اسلام کی اشاعت وتبلیغ ،اسلام مخالف پروپیگنڈہ کا جواب دینے کیلئے عملی اقدامات کے لئے بجا طور پر آپ کو "رئیس المتکلمین " کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی تصانیف بالخصوص تفسیر فتح المنان المعروف بہ تفسیر حقانی برصغیر کے کلامی مباحث پر ایک یادگار کتاب ہے۔ جس کے اثرات مابعد تفسیری ادب اور کلامی ادب پر نظر آتے ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے مقدمہ تفسیر میں لکھا ہے چونکہ احقر کو مباحث متعلقہ کتب ماویہ سابقہ پر بالکل نظر نہیں ہے۔ اس لئے ایسے مضامین میں تفسیر حقانی سے نقل کر دیا گیا ہے۔ (۵۲) مولانا عبدالماجد دریا آبادی (م: ۱۹۷۷ء) نے اسے مذہب غیر سے مناظرہ کرنے والوں کیلئے مفید قرار دیا۔ (۵۳) تفسیر حقانی کے مقدمہ "البیان" کا انگریزی ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ تفصیلات کیلئے دیکھئے: قدوائی، محمد سالم، ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں، ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ۱۹۹۳ء، صالحہ عبدالحکیم اشرف الدین، قرآن حکیم کے اردو تراجم، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱۹۸۱ء۔

۲۔ قرآن حکیم کے اردو تراجم، حوالہ مذکور، ص ۱۴۲۔۱۴۹۔

۳۔ پانی پتی، محمد ثناء اللہ، قاضی، تفسیر مظہری، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ۱۹۹۰ء۔

۴۔ مولانا عبدالحق حقانی کے حالات اگرچہ دیگر کتب میں بھی مذکور ہیں مگر سب سے زیادہ مستند حالات وہ ہیں جو آپ کے شاگرد خاص مولانا جان محمد عارف (م: ۱۹۵۹ء) نے "کشکول جان محمد" کی صورت میں تحریر کئے تھے۔ مولانا موصوف نے آپ کی خدمت میں کامل تیس برس رہے۔ مولانا حقانی جب بھی کچھ حالات بیان کرتے تو یہ فوراً اپنی کشکول میں تحریر کر لیتے مگر ان حالات کو سوانح کی شکل نہ دے سکے تا آنکہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ ایسے میں اپنے رفیق خاص حکیم محمد اسحاق حقانی کو لکھا میرے پچاس سالہ رفیق میں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں۔ فرمایا کہ الماری سے میری کشکول نکال لو۔ کاپی کے آخری صفحہ پر تحریر تھا۔ افسوس میں حیات حقانی نہ لکھ سکا۔ اب اس خدمت کو حکیم محمد اسحاق سرانجام دیں گے۔ چنانچہ حیات حقانی کے عنوان سے یہ حالات حکیم محمد اسحاق نے ۲۶ جنوری ۱۹۶۱ء میں قلم بند کئے اور آپ کی معروف کتاب "عقائد الاسلام" میں ضمیمہ کے طور پر صفحات ۲۵۵ تا ۲۹۲ میں درج ہیں۔ دیکھئے۔ حقانی، عقائد الاسلام، ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی لاہور، ۱۹۸۹ء۔

۵۔ حقانی، عبدالحق، عقائد الاسلام، حوالہ مذکور، ص ۲۵۸۔

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

۶۔ حقانی، عبدالحق، ابو محمد، تفسیر فتح المنان المعروف بہ تفسیر حقانی، بیت العلم، اردو بازار لاہور (س۔ن) ص ۲۲۶۔

۷۔ حقانی، عبدالحق، عقائد الاسلام، حوالہ مذکور، ص ۲۵۹۔

۸۔ نام کے سلسلہ کی روایت یہ ہے کہ مولانا کی پیدائش سے پہلے کئی بچے فوت ہو چکے تھے اور آپ کے بھائیوں کے نام غلام نبی اور غلام حسین تھے ان ناموں کی مناسبت سے مولانا کا نام غلام جہان رکھا گیا۔ آپ نے اپنے شفیق استاد عبداللہ شاہ سے عرض کیا میرا نام غلام جہان رکھا گیا ہے جو مجھے پسند نہیں میں چاہتا ہوں کہ میرا نام تبدیل کر دیا جائے۔ چنانچہ شاہ صاحب نے آپ کا نام عبدالحق رکھا۔ دیکھئے: عقائد الاسلام، ص ۲۶۱۔

۹۔ ایضاً۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۲۶۲۔

۱۱۔ ایضاً۔

۱۲۔ عقائد الاسلام، حوالہ مذکور، ص ۲۶۳۔

۱۳۔ ایضاً، ص ۲۶۷۔

۱۴۔ ایضاً، ص ۲۶۹۔

۱۵۔ ایضاً، ص ۲۶۵۔

۱۶۔ حقانی، تفسیر حقانی، حوالہ مذکور، مقدمہ، ص ۲۲۶۔

۱۷۔ تفسیر حقانی، ج ۱، ص ۲۲۹۔

۱۸۔ ایضاً، مقدمہ، ص ۳۰۔

۱۹۔ تفسیر حقانی کا مقدمہ تین ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ باب اول میں اللہ تعالیٰ کی ذات، انبیاء کرام کی ضرورت، معجزات ہیں۔ ملائکہ، جنات، شیطان، جنت، دوزخ پر عقلی استدلال پیش کیا ہے۔ دوسرے باب میں وحی، الہام کی حقیقت، جمع و ترتیب، حفاظت قرآن، مضامین قرآن اور علوم القرآن پر مخالفین کے اعتراضات کی وضاحت کی گئی ہے۔ جبکہ تیسرے باب میں عہد نامہ قدیم و جدید کی کتب اور ان کی استنادی حیثیت، تحریف بائبل، کتب سماویہ کے بارے میں مسلمان علماء کا موقف نیز دیگر کتب کی حقانیت پر مدلل بحث کی گئی ہے۔ خاتمہ میں تفسیر حقانی کے مآخذ اور خصوصیات تحریر کی ہیں۔ دیکھئے تفسیر حقانی، مقدمہ، ۳۲۶۔

۲۰۔ سرسید کے علم کلام اور اس کے تنقیدی و تحلیلی جائزہ کے لیے ملاحظہ کیجئے۔ پانی پتی، محمد اسماعیل (مرتب)، خطبات سرسید، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۷۲ء، ج ۱، ص ۲۹۹، ۵۵۵، ۲ضمنی جامعہ، سرسید سے اقبال تک، تخلیقات لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۱۲۔۱۵، ۱۷، ۹ بشیر احمد ڈار،

Religious Thought of Sayyid Ahmad Khan, Lahore1971, P 268.Islamic Rationalism in the SubContinent P135-211Saeeda Iqbal

۲۱۔ سید محمد عبداللہ، سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کی اردو نثر کا فنی و فکری جائزہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۷ء، ص ۳۰۔۳۳، محمد اکرام، موج کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ص ۱۵۶۔۱۶۵۔

۲۲۔ سرسید احمد خان، تفسیر القرآن مع اصول تفسیر، دوست ایسوسی ایٹس لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۱۔۳۹۔

۲۳۔ سرسید کے اصول تفسیر کے تنقیدی مطالعہ کے لیے دیکھئے، جمیل الرحمن گوری، سرسید کی تفسیر کا بنیادی اصول، نیچر اور لاء آف نیچر، در تحقیقات اسلامی علی گڑھ۔ ۳ (جولائی تا ستمبر ۱۹۹۰ء) ۳۱۷۔۳۱۰۔

۲۴۔ سید عبداللہ، سرسید احمد خان اور ان کے نامور رفقاء کی اردو نثر کا فنی و فکری جائزہ، حوالہ مذکور، ص ۳۱۔۳۲، نیز دیکھئے، محمد ارشد، برصغیر میں تفسیر قرآن کا کلامی اسلوب فکر و نظر، (۳:۴۱) ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ص ۱۸۔۴۰۔

موسوعه فهارس مجلات علمیه | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

۲۵۔ حقانی، عبدالحق، تفسیر حقانی، حوالہ مذکور، مقدمہ، ص ۴۳۶۔

۲۶۔ ایضاً، ص ۶۱۔

۲۷۔ ایضاً، ج ا، ص ۶۲۔

۲۸۔ البقرۃ ۲:۵۰۔

۲۹۔ تفسیر حقانی، حوالہ مذکور، ج ا ۴۷۶۔

۳۰۔ البقرۃ ۲:۶۰۔

۳۱۔ تفسیر حقانی، حوالہ مذکور، ج ا، ص ۴۸۶۔

۳۲۔ آل عمران ۳:۴۷۔۴۹۔

۳۳۔ تفسیر حقانی، حوالہ مذکور، ج ا، ۸۶۷۔

۳۴۔ کارساں دتاسی، خطبات (مترجمہ: مولانا عبدالحق)، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۷۴ء، ص ۹۰۔

۳۵۔ اس دور کی مسیحی سرگرمیوں کیلئے دیکھئے۔ امداد صابری، فرنگیوں کا جال، یونین پرنٹنگ پریس دہلی، سرسید احمد خان، رسالہ اسباب بغاوت ہند، اردو اکیڈمی سندھ ۱۹۵۹ء۔

Prowell, A.A. Muslims and Missionaries in Pre-Mutniy India,.Press Ltd, UK 1973 نیز راقم کا مقالہ برائے پی ایچ ڈی، مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی مسیحی مذہبی خدمات کا تحقیقی جائزہ (پنجاب یونیورسٹی) باب دوم صفحات ۱۱۸۔۱۴۳۔

۳۶۔ Muir, Willam The Life of Mahomet and the History of islam To the Era of Hegira, London, 1861

۳۷۔ سی۔ جی۔ فانڈر نے اسلام سے معاندانہ جذبے کے تحت متعدد کتب تحریر کیں۔ ان میں سے زہریلی کتاب میزان الحق تھی، جو کہ عربی، فارسی، انگریزی اور اردو زبانوں میں شائع ہوئی۔ دیکھئے راقم کا مقالہ، حوالہ مذکور، ص ۲۳۱۔۲۳۲۔

۳۸۔ پادری عمادالدین (۱۸۳۰ء۔ ۱۹۰۰ء) میں امرتسر میں ۱۸۶۶ء میں بپتسمہ لیا اور مولوی سے پادری بن گئے۔ کلکتہ اور لاہور میں پادری کے عہدے پر فائز رہے۔ دین مسیح کی تائید اور دین اسلام کی تردید میں متعدد کتب تصنیف کیں۔ ان کتب میں پادری فانڈر کے افکار و خیالات کی تائید نظر آتی ہے۔ مولانا حقانی نے اپنی تفسیر میں ہدایت المسلمین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء اور تحقیق الایمان مطبوعہ پنجاب پریس امرتسر ۱۸۹۱ء کا حوالہ دیا ہے۔

۳۹۔ رام چندر پادری، تحریف القرآن، مطبع چندر پریس، امرتسر ۱۸۹۵ء، صفحات ۲۵۷۔

۴۰۔ صفدر علی، پادری، نیاز نامہ، مشن پریس الہ آباد ۱۸۸۹ء۔

۴۱۔ عبدالحق حقانی اس مقام پر اس مناظرہ کا حوالہ دے رہے ہیں۔ جو مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور پادری فانڈر کے درمیان اکبر آباد (آگرہ) میں اپریل ۱۸۵۴ء میں ہوا۔ تفصیل کیلئے دیکھئے۔ مولوی عبدالقادر، المناظرۃ الکبریٰ، المطابع السلطانیہ، ۱۲۷۰ھ، عبداللہ اکبر آبادی، مباحثہ مذہبی، مطبع صفیر اکبر آباد ۱۸۵۴ء، وزیر الدین بن شرف الدین، البحث الشریف فی اثبات النسخ والتحریف، فخر المطابع دہلی، ۱۸۵۴ء

۴۲۔ تفسیر حقانی، مقدمہ۔

۴۳۔ تفسیر حقانی، ج ا، ص ۸۷۔

۴۴۔ آل عمران ۳:۹۵۔

۴۵۔ اشارہ پادری ٹھاکرداس کی کتاب عدم ضرورت القرآن کی طرف ہے۔

۴۶۔ تفسیر حقانی، ج ا، ص ۴۸۷، ۴۸۸۔

موسوعہ فہارس مجلات علمیہ | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ

https://rasailojaraid.com

۴۷۔ تفسیر حقانی، مقدمہ، ص۱۰۰۔

۴۸۔ برہمو سماج کا بانی راجہ رام موہن رائے (۱۷۷۲۔۱۸۳۳) تھا۔ ۱۸۲۸ء میں برہمو سماج کی بنیاد رکھی۔ بت پرستی، ذات پات اور ستی کی رسم کے خلاف آواز اٹھائی۔ دیکھیے۔ عبداللہ یوسف علی، انگریزی عہد میں ہندوستان کے تمدن کی تاریخ، ص۱۹۴۔

۴۹۔ آریہ سماج کا بانی سوامی دیانند سرسوتی (۱۸۲۴۔۱۸۸۳) تھا۔ ۱۸۷۵ء میں آریہ سماج کی بنیاد رکھی۔ اس تحریک کا مقصد بت پرستی اور شرک کا خاتمہ تھا۔ نیز ویدک مذہب کو زندہ کرنا تھا۔ سوامی دیانند نے کئی مذاہب کے رہنماؤں سے مناظرے کیے۔ ۱۹ کتابیں لکھیں جن میں زیادہ مشہور ستیارتھ پرکاش ہے۔ متعدد علماء نے اس کا جواب دیا۔ ثناء اللہ امرتسری نے اس کے جواب میں حق پرکاش لکھی۔ دیکھیے۔ غلام رسول چیمہ، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، علم عرفان اردو بازار لاہور، ۲۰۰۶، ۳۳۶، ۳۴۷۔

۵۰۔ حقانی، عبدالحق، عقائد الاسلام، حوالہ مذکورہ، ص۲۶۸۔

۵۱۔ تفسیر حقانی، مقدمہ، ص۲۱۶۔

۵۲۔ تھانوی، اشرف علی، بیان القرآن، مکتبۃ الحسن لاہور (س۔ن) ج۱، ص۲۔

۵۳۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر ماجدی، تاج کمپنی لاہور

موسوعہ فهارس مجلات علمیه | دینی رسائل وجرائد کا جامع اشاریہ